اسلام میں تعلیمِ نسواں

اور موجودہ مخلوط نظامِ تعلیم (دوسری اور آخری قسط)

مولانا نایاب حسن قاسمی
شیخ الہندؒ اکیڈمی، دارالعلوم دیوبند

مخلوط تعلیم کا دوسرا پہلو

مخلوط تعلیم کا دوسرا پہلولڑکوں اور لڑکیوں کی مشترک تعلیم گاہ ہے۔ اس سلسلے میں یہ امر ملحوظِ خاطر رہے کہ ابتدائی عمر، جس میں بچے صنفی جذبات سے عاری ہوتے ہیں اور ان میں ایسے احساسات پیدا نہیں ہوتے، مخلوط تعلیم کی گنجائش ہے۔ اسی لئے اسلام نے بے شعور بچوں کو غیر محرم عورتوں کے پاس آمدورفت کی اجازت دی ہے اور قرآن مقدس نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے، (۱) لیکن جب بچوں میں جنسی شعور پیدا ہونے لگے اور ایک حد تک بھی (کلی طور پر نہ سہی) ان میں صنفی جذبات کی پہچان ہو جائے تو ایک ساتھ ان کی تعلیم آگ اور بارود کو ایک جگہ جمع کرنے کی مانند ہے اور اس کا اعتراف (گو دیر سے سہی) آج یورپ وامریکہ کے بڑے بڑے ماہرین نفسیات (Psychlogy) وحیاتیات بشری (Humanbiology) کررہے ہیں، چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ عورت اور مرد میں کششِ جنسی بالکل طبعی اور فطری ہے اور دونوں جب باہم ملیں گے اور کوئی مانع نہیں ہوگا، تو رگڑ سے یکبارگی بجلی کا پیدا ہو جانا یقینی ہے۔

اور اسلام کا نقطۂ نظر اس حوالے سے بالکل واضح، بے غبار، ٹھوس اور سخت ہے کہ ایک مرد یا عورت کے لئے کسی غیر محرم کے ساتھ مل بیٹھنا تو کجا، ایک دوسرے کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی بھی قطعاً گنجائش نہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے تاریخی سفرِ حج میں فضل بن عباسؓ آپ ﷺ کے ساتھ اونٹنی پر سوار ہیں، قبیلۂ ''بنو خثعم'' کی ایک لڑکی ایک شرعی مسئلے کی دریافت کے لئے آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور فضل بن عباسؓ کی نگاہ اچانک اس لڑکی پر پڑ جاتی ہے، تو نبی پاک ﷺ فوراً اُن کا رخ پھیر دیتے ہیں۔

جلیل القدر صحابی حضرت جریر بن عبد اللہ بجلیؓ فرماتے ہیں:

''سألت رسول اللہ ﷺ عن نظر الفجاءۃ فقال: ''اصرف بصرک''. (۲)

حضرت علیؓ بن ابی طالب سے آپ ﷺ نے فرمایا:

"یاعلی! لا تتبع النظرة النظرة، فإن لک الأولی، ولیست لک الآخرة". (۳)

مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی آپ ﷺ نے ممانعتی حکم جاری فرمایا، چنانچہ ایک دفعہ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ (بعض روایات کے مطابق حضرت عائشہؓ) حضور ﷺ کے پاس موجود تھیں، اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ تشریف لے آئے۔ حضور ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو! تو حضرت ام سلمہؓ نے قدرے تحیر زدہ ہوکر کہا: "یہ تو نابینا ہیں! نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نا ہی پہچان سکتے ہیں" تو حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم اُنہیں نہیں دیکھ رہیں؟"۔ (۴)

پھر اسلام کا یہ نظریہ کسی خاص شعبۂ حیات سے متعلق نہیں، بلکہ سن شعور کو پہنچنے کے بعد سے تاحیات اس کا یہی حکم ہے، چنانچہ جب ہم اہلِ علم خواتین اسلام کی تاریخ اور ان کی تعلیم وتربیت کے طریقوں کا مطالعہ کرتے ہیں، تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے عہدِ میمون میں خود آپ ﷺ اس بات کا غایت درجہ اہتمام فرماتے کہ لڑکوں اور لڑکیوں میں اختلاط کی کیفیت پیدا نہ ہونے پائے، تاکہ یہ شیطان کی طرف سے کسی غلط کاری کی تحریک کا باعث نہ ہو۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

"حضور ﷺ مردوں کی صف سے نکلے اور حضرت بلالؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ آپؐ کی آواز عورتوں تک نہیں پہنچی، تو آپ ﷺ عورتوں کی صف تک تشریف لے گئے، اُنہیں نصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا، تو کوئی عورت اپنی بالی پھینکنے لگی اور کوئی انگوٹھی اور حضرت بلالؓ اپنی چادر میں اُنہیں سمیٹنے لگے"۔ (۵)

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو خلط ملط دیکھا، تو عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "پیچھے ہٹ جاؤ! تمہارا بیچ راستے پر چلنا مناسب نہیں، لبِ راہ چلا کرو!"۔ (۶)

آپ ﷺ کے بعد کے ادوار میں بھی عورتوں کی تعلیم وتربیت کے تعلق سے عدمِ اختلاط کا خصوصی اہتمام رہا، چنانچہ حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ قرنِ اول اور اس کے بعد طالبات کے تعلیمی اسفار اور ان کے طریقۂ تعلیم وتربیت کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "عام طور سے ان تعلیمی اسفار میں طالبات کی صنفی حیثیت کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا تھا اور ان کی راحت وحفاظت کا پورا اہتمام ہوتا تھا۔ خاندان اور رشتہ کے ذمہ داران کے ساتھ ہوتے تھے، امام سہمیؒ نے "تاریخ جرجان" میں فاطمہ بنت ابی عبداللہ محمد بن عبدالرحمن طلقی جرجانیؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ: "میں نے فاطمہ کو اس زمانے میں دیکھا ہے، جب ان کے والدان کو اٹھا کر امام ابواحمد بن عدی جرجانیؒ کی خدمت میں لے جاتے تھے اور وہ ان سے حدیث کا سماع کرتی تھیں"، فاطمہ بنت محمد بن علی لخمیہؒ اندلس کے مشہور محدث ابومحمد باجی اشبیلیؒ کی بہن تھیں، انہوں نے اپنے بھائی ابومحمد باجیؒ کے ساتھ رہ کر طالب علمی کی اور دونوں نے ایک ساتھ بعض شیوخ واساتذہ سے اجازتِ حدیث حاصل کی"۔ (۷) آگے لکھتے ہیں:

''ان محدثات وطالبات کی درس گاہوں میں مخصوص جگہ ہوتی تھی، جس میں وہ مردوں سے الگ رہ کر سماع کرتی تھیں اور طلبہ وطالبات میں اختلاط نہیں ہوتا تھا''۔ (۸)

ان تصریحات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے جہاں عورتوں کو تعلیم وتربیت کے حصول کی پوری آزادی بخشی ہے، وہیں اس کے نزدیک مرد وعورت کے درمیان اختلاط کی کوئی گنجائش نہیں، بلکہ دونوں کے لئے علیحدہ تعلیم گاہ ہونی چاہئے، جہاں وہ یکسوئی اور سکونِ خاطر کے ساتھ تعلیم حاصل کرسکیں، اور ہر نوع کے ممکن فتنے کا سدِّ باب ہوسکے۔ خاص طور سے موجودہ دور میں جب کہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک مخلوط تعلیم کی فحش کاریاں اور زیاں کاریاں ظاہر وباہر ہوچکی ہیں اور خود یورپ وامریکہ کی تعلیم گاہوں کے ماہرینِ تعلیم وسماجیات وعمرانیات کی رپورٹس اس کا بین ثبوت ہیں، چنانچہ مشہور فرانسیسی عالمِ عمرانیات ''پول بیورو'' (POULBUREOU) اپنی کتاب (TOWARDSMORAL BANKRUPTCY) میں لکھتا ہے کہ: ''فرانس کے متوسط طبقے کی تعلیم یافتہ لڑکیاں، جو کسی فرم میں کام کرتی ہیں اور شائستہ سوسائٹی میں اٹھتی بیٹھتی ہیں، ان کے لئے کسی اجنبی لڑکے سے مانوس ہوجانا کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے، اول اول اس طرزِ معاشرت کو معیوب سمجھا گیا، مگر اب یہ اونچے طبقے میں بھی عام ہوگیا ہے اور اجتماعی زندگی میں اس نے وہی جگہ حاصل کرلی ہے، جو کبھی نکاح کی تھی''۔ (۹)

امریکہ کی تعلیم گاہوں کے نوجوان طبقہ کے بارے میں جج ''بن لنڈسے'' (BENLINDSEY) جس کو ڈنور (DENVER) کی عدالت جرائم اطفال (JUENTLECOURT) کا صدر ہونے کی حیثیت سے امریکہ کے نوجوانوں کی حالت سے واقف ہونے کا بہت زیادہ موقع ملا، اپنی کتاب (REVOLM OF MODERN YOUTH) میں لکھتا ہے کہ: ''امریکہ میں ہائی اسکول کی کم از کم ۴۵ رفیصد لڑکیاں اسکول سے الگ ہونے سے پہلے خراب ہوچکتی ہیں اور بعد کے تعلیمی مدارج میں اوسط اس سے کہیں زیادہ ہے۔ لڑکیاں خود ان لڑکوں سے اس چیز کے لئے اصرار کرتی ہیں، جن کے ساتھ وہ تفریحی مشاغل کے لئے جاتی ہیں اور اس قسم کے ہیجانات کی طلب ان میں لڑکوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے، اگرچہ زنانہ فطرت ان اقدامات پر فریب کاری کے پردے ڈالتی ہے''۔ (۱۰)

انگلینڈ کے مرکزی شہر لندن (جو تہذیبِ جدید کا آئینہ دار ہے، اسی آئینے میں اس کی تمام ترگل کاریوں کا عکسِ قبیح نظر آتا ہے) کی ''غیر شادی شدہ ماؤں اور ان کے بچوں کی نویں کونسل'' سے خطاب کرتے ہوئے انگلینڈ کی مشہور مصنفہ ''مس مارگا نتالاسکی'' یہ دھما کہ خیز انکشاف کرتی ہے کہ: ''انگلستان کی تقریباً ۷۰ رفیصد لڑکیاں شادی سے قبل ہی اپنے دوستوں سے جنسی تعلقات قائم کرلیتی ہیں اور ۳۳ رفیصد لڑکیاں شادی سے قبل ہی حاملہ ہوجاتی ہیں''۔ (۱۱)

لندن کے ایک سماجی کارکن (SOCILWORKER) نے اپنی مطالعاتی رپورٹ میں

وہاں کی مخلوط تعلیم گاہوں کی صنفی آوارگی اور جنسی انارکی (ANARCHY) کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''اسکول میں آج کل چودہ برس کے لڑکے اور لڑکیاں عام طور پر مانع حمل اشیاء اپنے اپنے بیگ میں لئے پھرتے ہیں کہ جانے کب کہاں ضرورت پڑ جائے؟ اس معاملے میں وہ اپنے ماں باپ سے کہیں زیادہ ہوشیار ہیں''۔ (۱۲)

خیر! یہ تو نافِ تمدن اور مرکز تہذیب کی بات ہے، خود مشرق میں بھی (جس کے رگ وپے میں گویا خوانِ مغرب کی زلہ خواری سرایت کرچکی ہے اور مغرب کی ''عطا کردہ'' ہر ''عنایتِ خاصہ'' کا والہانہ استقبال کرنا اور اسے ہاتھوں ہاتھ لینا اس کی جبلت بن چکا ہے اور جس کے فرزندوں میں مستغربین کی ٹولی کی ٹولی جنم لے رہی ہے) مخلوط تعلیم کے انتہائی مضرت رساں نتائج مشاہدے میں آ رہے ہیں، بلکہ صورت حال تو یہ ہو چکی ہے کہ ۔

مے خانہ نے رنگ وروپ بدلا ایسا
مے کش مے کش رہا نہ ساقی ساقی

غور کیجئے! کہ مخلوط تعلیم گاہوں میں جہاں لڑکے اور لڑکیاں دونوں ایک ساتھ تعلیم حاصل کررہے ہوں، پھر دونوں کی نشست گاہیں بھی ایک ساتھ ہوں اور ان سب پر طرفہ یہ کہ عریاں ونیم عریاں بازو، لب ہائے گلگوں، چمکتے ہوئے عارض، چشم ہائے نیم باز، بکھری ہوئی زلفیں، بلکہ سارا سراپا ''أنا البرق'' کا منظر پیش کررہا ہو، تو کیا فریقِ مقابل اپنے ذوقِ دید اور شوقِ نظارہ کو صبر وشکیبائی کا رہین رکھے گا یا بے تابانہ اپنی نگاہوں کی تشنگی دور کرنے کی سوچے گا؟ پھر جب جمالِ جہاں آراء پوری تابانیوں کے ساتھ دعوتِ نظارہ دے رہا ہو، تو اس کی دید کی پیاس بجھے گی کیوں؟ وہ تو اور تیز تر ہو جائے گی اور جام پر جام چڑھائے جانے کے باوصف اس کا شوقِ دیدار ''هل من مزيد'' کی صدائے مسلسل لگائے گا۔

ساقی جو دیئے جائے یہ کہہ کر کہ پیے جا
تو میں بھی پیے جاؤں یہ کہہ کر کہ دیئے جا

اور شیطان ایسے موقعوں پر کبھی نہیں چوکتا، جب اس کا شکار پوری طرح اس کے قبضے میں آ جائے، چنانچہ معاملہ صرف دید ہی تک محدود رہ جائے، یہ ناممکن ہے، اس سے بھی آگے بڑھ کر گفت وشنید تک پہنچتا ہے، پھر بوس وکنار اور ہم آغوش ہونے اور بالآخر وہاں تک پہنچ کر دم لیتا ہے، جس کے بیان سے ناطقہ سر بہ گریباں اور خامہ انگشت بہ دنداں ہے اور اس قسم کے حادثات کوئی ضروری نہیں کہ یونیورسٹیز اور کالجز کے احاطوں ہی میں رونما ہوں، بلکہ رسل ورسائل اور آئے دن کے مشاہدات یہ ثابت کرتے ہیں کہ کالجز کے کلاس روم، شہروں کے پارک اور پبلک مقامات تک کی بھی کوئی قید نہیں ہے ۔

بوئے گل نالۂ دل دودِ چراغِ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

پس چہ باید کرد؟

ایسے پر آشوب اور ہلاکت خیز ماحول میں بھی اگر ہوش کے ناخن نہ لئے گئے، اور لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کو بھی ''مثقف'' اور ''روشن خیال'' بنانے کا مخلوط طریقہ کاریوں ہی برقرار رہے تو ہر نیا طلوع ہونے والا سورج بنتِ حوا کی عزت وناموس کی پامالی کی خبر نولے کر آئے گا اور پھر دنیا بہ چشمِ عبرت نگاہ دیکھے گی کہ وہ مقامات، جو انسان کو تہذیب وشائستگی اور انسانیت کا درس دینے، قوم ووطن کے جاں سپار خادم اور معاشرے کے معزز وکامیاب افراد تیار کرنے کے لئے منتخب کئے گئے تھے محض حیوانیت وبہیمیت اور شہوت رانی وہوس کاری کے اڈے بن کر رہ گئے۔ (لاقدر اللہ ذلک)

خواتین کو تعلیم دی جائے، اسلام قطعاً اس کی مخالفت نہیں کرتا، بلکہ وہ تو اس کی حد درجہ تاکید کرتا ہے، جیسا کہ ماقبل میں اشارات دیئے گئے، لیکن یہ ملحوظ رہے کہ ان کی تعلیم وہی ہو، جو ان کی فطرت، ان کی لیاقت اور ان کی قوتِ فکر وادراک کے مناسب ہو اور ان کی عفت کی حفاظت میں ممد ومعاون ہو، نہ کہ ایسی تعلیم، جو اُنہیں زمرۂ نسواں ہی سے خارج کردے اور شیاطین الانس کی درندگی کی بھینٹ چڑھادے، اللہ تعالیٰ سودوزیاں کے صحیح فہم کی توفیق بخشے۔ (آمین)

حوالہ جات

۱:......النور آیت: ۵۸

۲:......سنن ابی داوٗد، کتاب النکاح، باب مایؤمر من غض البصر، ج:۱، ص:۲۹۲، صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب نظر الفجاءۃ، ج:۲، ص:۲۱۲۔

۳:......سنن ابی داوٗد، کتاب النکاح، باب مایؤمر من غض البصر، ج:۱، ص:۲۹۲۔

۴:......سنن ترمذی، ابواب الاستیذان والادب، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال، ج:۲، ص:۱۰۶۔

۵:......صحیح بخاری، کتاب العلم، باب عظۃ النساء وتعلیمھن، ج:۱، ص:۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب صلوۃ العیدین، فصل فی الصلوۃ قبل الخطبۃ، ج:۱، ص:۲۸۹۔

۶:......سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی مشی النساء فی الطریق، ج:۲، ص:۷۱۴۔

۷:......خواتینِ اسلام کی دینی وعلمی خدمات، قاضی اطہر مبارکپوری، ص:۲۳ تاریخ جرجان، امام سہمی، ص:۴۶۳۔

۸:......خواتینِ اسلام کی دینی وعلمی خدمات، قاضی اطہر مبارکپوری، ص:۳۳۔

۹:...... پردہ، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ص:۵۴۔

۱۰:......فریب تمدن، اکرام اللہ ایم اے، ص:۱۵۸، افکارِ عالم، اسیرادروی، ج:۱، ص:۲۲۶۔

۱۱:......صدقِ جدید، عبدالماجد دریابادیؒ، ۲۶/دسمبر ۱۹۶۰ء۔ فریب تمدن، اکرام اللہ ایم اے، ص:۱۸۷۔ افکارِ عالم، اسیرادروی ج:۱، ص:۲۲۸۔

۱۲:......صدق جدید، عبدالماجد دریابادیؒ، ۶/جنوری ۱۹۵۶ء۔ فریب تمدن، اکرام اللہ ایم اے، ص:۱۸۹، افکارِ عالم، اسیرادروی، ج:۱، ص:۲۲۹۔

☆☆☆